S_1999_4_239_246

# عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

ریاست اترپردیش

بنام۔

چندریکا

29 اکتوبر 1999

کے۔ٹی۔تھامس اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

فوجداری ٹرئل-فوجداری مقدمہ-کم سزا کے بدلے میں التجا کے سودے بازی کی بنیاد پر نمٹانا-منعقد، جائز نہیں۔

مجموعہ تعزیرات بھارت، 1860 کی دفعات 302، 304، 307 اور 34-قتل-دفعہ 304 کے تحت ٹرائل کورٹ کے ذریعے ملزم کی سزا-اپیل-عدالت عالیہ کے ذریعے التجا سودے بازی کی قبولیت-دفعہ 304 کے تحت ملزم کی سزا برقرار رکھی گئی لیکن سزا کو جیل کی مدت میں تبدیل کر دیا گیا جو پہلے ہی گزر چکی ہے-عدالت عالیہ کے سامنے اپیل-عدالت عالیہ کے ذریعے التجا سودے بازی کی قبولیت کو غیر قانونی اور غلط قرار دیا گیا-عوامی پالیسی کے خلاف عرضی سودے بازی کا تصور-عدالت کو میرٹ پر کیس کا فیصلہ کرنا چاہیے-اگر ملزم اپنے قتلِ عمد کا اعتراف کرتا ہے تو عدالت کو مناسب سزا دینی چاہیے-صرف ملزم کے ذریعے قتلِ عمد کی قبولیت۔سزا کو کم کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

مدعا علیہ پر دو دیگر ملزموں کے ساتھ مجموعہ تعزیرات ہند، 1860 دفعات 307 اور 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت الزام عائد کیا گیا۔سیشن جج نے اسے دفعہ 304 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے آٹھ سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔عدالت عالیہ میں کی گئی اس اپیل میں مدعا علیہ نے سزا کے سوال پر سودے بازی کے لیے عدالت عالیہ کی طرف سے درج کردہ سزا کے نتائج کو چیلنج نہ کرنے کا انتخاب کیا۔عدالت عالیہ نے عرضی کو قبول کر لیا اور دفعہ 304 پارٹ I کے تحت مدعا علیہ کی سزا کو برقرار رکھا، لیکن سزا کو جیل کی مدت میں تبدیل کر دیا جو پہلے ہی گزر چکی ہے اس کے علاوہ 5000 روپے کا جرمانہ اور ادائیگی نہ کرنے پر چھ ماہ کی سخت قید۔اپنے فیصلے میں عدالت عالیہ نے یہ نہیں بتایا کہ مدعا علیہ کی قید کی اصل مدت کیا تھی لیکن مشاہدہ کیا کہ چونکہ یہ واقعہ بہت پہلے پیش آیا تھا اور چونکہ اپیل کنندہ زیر سماعت قیدی اور مجرم دونوں کی حیثیت سے کچھ

عرصے سے جیل میں تھا اس لیے ٹرائل کورٹ کی طرف سے سنائی گئی جیل کی سزا کی بقیہ مدت کو تبدیل کرنا مطلوب تھا۔

اس عدالت میں ریاست کی اپیلوں میں، 'التجا سودے بازی' کی قانونی حیثیت پر:

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد:.1 عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کیا گیا حکم اس کے باوجود غیر قانونی اور غلط ہے۔ 'التجا سودے بازی' کے تصور کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے اور یہ فوجداری انصاف کے نظام کے تحت عوامی پالیسی کے خلاف ہے۔ مجموع ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 320 عدالت کی اجازت کے بغیر بھی عدالت اور کچھ دیگر کی اجازت سے بعض جرائم کو مرکب کرنے کا التزام کرتی ہے۔ مذکورہ بالا کے علاوہ، فوجداری مقدمات میں گفت وشنید کے ذریعے بندوبست کا تصور جائز نہیں ہے۔ سماعت کو مختصر دائرہ نماہ راستہ اختیار کرنا اور فوجداری اپیلوں یا سنگین جرائم سے متعلق مقدمات کا فیصلہ کرنے کے اس طریقہ کار کی حوصلہ افزائی کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو ریاست اور نہ ہی سرکاری وکیل اور نہ ہی جج بھی اس بات پر سودے بازی کر سکتے ہیں کہ جرم قبول کر کے معمولی سزا پانے پر غور کرتے ہوئے شواہد کی رہنمائی یا تعریف نہیں کی جائے گی۔ (241-ایچ؛242-اے، بی)

.2 یہ طے شدہ قانون ہے کہ المیاء سودے بازی کی بنیاد پر عدالت فوجداری مقدمات کو نمٹ نہیں سکتی۔ عدالت کو میرٹ کی بنیاد پر اس کا فیصلہ کرنا ہے۔ اگر ملزم اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے تو مناسب سزا عائد کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، اپیل یا نظر ثانی میں عدالت کا نقطہ نظر یہ معلوم کرنے کے لیے ہونا چاہیے کہ ملزم ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر مجرم ہے یا نہیں۔ اگر وہ مجرم ہے، تو مناسب سزا عائد کرنے یا برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر اپیل کنندہ یا اس کا وکیل پیش کرتا ہے کہ وہ سزا کے حکم کو چیلنج نہیں کر رہا ہے، کیونکہ ملزم کو جرم سے جوڑنے کے لیے کافی ثبوت موجود ہیں، تو حتمی حکم جاری کرنے سے پہلے عدالت کے ضمیر کو بھی مطمئن ہونا چاہیے کہ مذکورہ رعایت ریکارڈ پر موجود شواہد پر مبنی ہے۔ ایسے معاملات میں ملزم کے ذریعے کیے گئے جرم کے مطابق سزا عائد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ محض جرم کی قبولیت یا اعتراف سزا میں کمی کی بنیاد نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ہی ملزم عدالت کے ساتھ سودے بازی کر سکتا ہے کہ چونکہ وہ قصوروار ہونے کا اعتراف کر رہا ہے اس لیے سزا کو کم کیا جائے۔ نتیجتاً، عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دے کر مسترد کر دیا جاتا ہے۔ عدالت عالیہ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپیلوں کا فیصلہ قانون کے مطابق میرٹ پر کرے۔ (245-ای-ایف-جی؛246-اے)

مدھن لال رام چندر ڈاگا وغیرہ بنام ریاست مہاراشٹر، (1968) 3 ایس سی آر 34؛ مرلی دھر میگھراج لویا بنام ریاست مہاراشٹر، (1976) 3 ایس سی سی 684؛ گنیشمل جشراج بنام حکومت گجرات و دیگر، (1980) 1 ایس سی سی 363؛ تھیپسوامی بنام ریاست کرناٹک، (1983) 1 ایس سی سی 194 اور کچیا پٹیل شانتی لال کوڈر لال بنام ریاست گجرات و دیگر، (1980) 3 ایس سی سی 120، پر انحصار کیا۔

مانیکا گاندھی بنام یونین آف بھارت، (1978) 1 ایس سی سی 248، حوالہ دیا گیا۔

آرنلڈ لا انفورسمنٹ - سماجی تفریق کی کوشش، 42 ییل، ایل جے 19 (1932)، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 32-1131

1980 کے سی آر ایل اے۔ نمبر 2747 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 28.11.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

وشوجیت سنگھ اور اے۔ ایس۔ پنڈیر اپیل کنندہ کے لیے۔

آر۔ ڈی۔ اپادھیائے، کے۔ ایل۔ گوتم اور گردھار۔ جی۔ اپادھیائے، وکلاء جواب دہندہ کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ جے: اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں ریاست یو پی کی طرف سے 28 نومبر 1997 کے فیصلے اور حکم کے خلاف دائر کی گئی ہیں جو الہ آباد میں عدلیہ کی اعلی عدالت کی طرف سے 1980 کی فوجداری اپیل نمبر 48-2747 میں منظور کیا گیا تھا جس کے تحت عدالت عالیہ نے عرضی کو قبول کیا اور دفعہ 304 حصہ 1، آئی پی سی کے تحت مدعا علیہ کی سزا کو برقرار رکھا لیکن سزا کو پہلے سے گزر چکی قید کی مدت میں تبدیل کر دیا (مدعا علیہ کی طرف سے گزاری گئی قید کی اصل مدت بتائے بغیر) اور اس کے علاوہ 5000 روپے کا جرمانہ ادائیگی کی کوتاہی میں آر۔ آئی میں چھ ماہ کے لیے۔ مدعا علیہ پر دو دیگر افراد کے ساتھ 1980 کے سیشن کیس نمبر 233 میں ایک شیام دیو کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے الزام میں دفعات 307 اور 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 303 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ سیشن جج، بلیا نے اپنے فیصلے اور مورخہ 28.11.1990 کے حکم سے مدعا علیہ کو دفعہ 304 آئی پی سی کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے آٹھ سال کی سزا سنائی۔ مذکورہ حکم سے ناراض ہو کر، مدعا علیہ نے عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی اور سماعت کے وقت سزا

کے سوال پر سودے بازی کے لیے ٹرائل کورٹ کے ذریعے درج کردہ سزا کے نتائج کو چیلنج نہ کرنے کا انتخاب کیا۔ فاضل واحد جج، (مالویا، جے) نے سودے بازی کو قبول کر لیا اور اپیل کو یہ مشاہدہ کرتے ہوئے منظور کر لیا کہ چونکہ یہ واقعہ بہت پہلے پیش آیا تھا اور چونکہ اپیل کنندہ زیر سماعت قیدی اور مجرم دونوں کی حیثیت سے کچھ عرصے سے جیل میں تھا، اس لیے اس کی جیل کی سزا کی بقیہ مدت کو تبدیل کرنا مطلوب تھا جیسا کہ ٹرائل کورٹ نے دیا تھا اور سزا کو تبدیل کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ریاست نے یہ اپیلیں دائر کر کے اس فیصلے اور حکم کو چیلنج کیا ہے۔

یہ واضح ہے کہ عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کیا گیا حکم، اس کے باوجود، غیر قانونی اور غلط ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج نے طے شدہ قانون کو نظر انداز کر دیا ہے یا وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ 'التجا سودے بازی' کے تصور کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے اور یہ ہمارے فوجداری انصاف کے نظام کے تحت عوامی پالیسی کے خلاف ہے۔ دفعہ 320 سی آر پی سی عدالت کی اجازت کے بغیر بھی عدالت اور بعض دیگر کی اجازت سے بعض جرائم کی تلافی کا التزام کرتا ہے۔ مذکورہ بالا کے علاوہ، فوجداری مقدمات میں گفت وشنید کے ذریعے بندوبست کا تصور جائز نہیں ہے۔ سماعت کو مختصر دائرہ نماء راستہ اختیار کرنا اور فوجداری اپیلوں یا سنگین جرائم سے متعلق مقدمات کا فیصلہ کرنے کے اس طریقہ کار کی حوصلہ افزائی کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو ریاست اور نہ ہی سرکاری وکیل اور نہ ہی جج بھی اس بات پر سودے بازی کر سکتے ہیں کہ جرم قبول کر کے فرار کی سزا پانے پر غور کرتے ہوئے شواہد کی رہنمائی یا تعریف نہیں کی جائے گی۔

اس مقصد کے لیے، ہم سب سے پہلے مدھن لال رام چندر ڈاگا وغیرہ بنام ریاست مہاراشٹر، (1968) 3 ایس سی آر 34 (صفحہ نمبر 39) کے فیصلے کا حوالہ دیں گے، جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا:-

''ہماری رائے میں، عدالت کے لیے اس کردار کی سودے بازی کرنا بہت غلط ہے۔ جرائم پر مقدمہ چلایا جانا چاہیے اور ملزم کے جرم کے مطابق سزا دی جانی چاہیے۔ اگر عدالت یہ سوچتی ہے کہ مقدمے کے حقائق پر نرمی دکھائی جا سکتی ہے تو وہ ہلکی سزا دے سکتی ہے۔ لیکن عدالت کو کبھی بھی اس سودے بازی میں فریق نہیں ہونا چاہیے جس کے بذریعہ مستغیث کے لیے ان کی ایجنسی کے بذریعے رقم وصول کی جاتی ہے۔ ہم عدالت عالیہ کی طرف سے اپنائی گئی کارروائی کو منظور نہیں کرتے۔"

ایک بار پھر اس عدالت نے مرلی دھر میگھراج لویا بنام ریاست مہاراشٹر، (1976) 3 ایس سی سی 684 (پیرا 13) میں استدعا کے سودے بازی کے سوال پر غور کیا، اور مندرجہ ذیل مختصر مشاہدے سے انکار کر دیا:-

"شروع کرنے کے لیے، ہم اس شک کا اعتراف کرنے کے لیے آزاد ہیں کہ اپیل گزاروں نے اپنے جرم کی درخواستوں میں تیزی لائی تھی جو امید ہے کہ نولو مدمقابل موقف کے بدلے ہلکی سزا کی غیر رسمی، سہ فریقی تفہیم کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ بہت سے معاشی مجرم ایسے طریقوں کا سہارا لیتے ہیں جنہیں امریکی 'التجا سودے بازی'، 'التجا گفت وشنید'، 'تجارت کرنا' اور 'فوجداری مقدمات میں سمجھوتہ' کہتے ہیں اور ٹرائل مجسٹریٹ نے خفیہ انتظار گاہ میں تصفیہ کی منظوری دیتا ہے۔ تاجر مجرم، جس کا سامنا جیل کے کوٹھری کی کرایہ داری کی اذیت اور بدنامی کے یقینی امکان سے ہوتا ہے، صورت حال سے 'تجارت' کرتا ہے، سودا جرم کی درخواست کے ساتھ ساتھ 'جیل نہیں' کے وعدے کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ پیشگی انتظامات سب کو خوش کرتے ہیں سوائے دور کے شکار، خاموش معاشرے کے۔ پراسیکیوٹر ثبوت، قانونی تکنیکوں اور طویل دلائل کے طویل عمل سے فارغ ہو جاتا ہے، جو اعلی عدالتوں میں نظر ثانی کے دوروں سے وقف ہوتا ہے، عدالت راحت کی سانس لیتی ہے کہ اس کی آزمائش، جو کاغذات اور افراد کے ہجوم سے گھرا ہوا ہے، ایک کیس سے کم رہ جاتا ہے اور ملزم خوش ہوتا ہے کہ اگرچہ قانونی لڑائیوں نے نظام انصاف کے مہنگے درجہ بندی میں تجریدی بری ہونے کی کچھ ستوتیشی امید کو روک دیا ہو، وہ دن کے اوائل میں اپنے پرانے پیشے کو آگے بڑھانے کے لیے آزاد ہوتا ہے۔ فوجداری مقدمات کے گفت وشنید شدہ تصفیے کی فضیلت کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنا بے کار ہے، جیسا کہ ریاستہائے متحدہ میں حاصل ہوتا ہے لیکن ہمارے دائرہ اختیار میں، خاص طور پر خطرناک معاشی جرائم اور خوراک کے جرائم کے شعبے میں، یہ عمل معاشرے کے مفاد میں گھس جاتا ہے جس کا اظہار پہلے سے طے شدہ قانون سازی کے بذریعے کیا جاتا ہے۔ کم از کم سزاؤں کا تعین اور قانون کے مینڈیٹ کو باریکی سے بگاڑ کر۔ بحر اوقیانوس کے پار قانون دان جزوی طور پر جرم کی خریدی گئی درخواستوں کی بدبو کی مذمت کرتے ہیں اور جزوی طور پر اسے فلسفیانہ طور پر ایک مدعا علیہ کے لیے سزا کی رعایت کے طور پر جواز پیش کرتے ہیں جس نے اپنی درخواست کے ذریعے 'اس پر اصلاحی اقدامات کے فوری اور یقینی اطلاق کو یقینی بنانے میں مدد کی ہے':

دیوانی مقدمات میں ہم سمجھوتوں کو اصل مقدمے کی بجائے افراد کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے زیادہ تسلی بخش طریقہ کے طور پر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ تاہم، اگر تنازعہ خود کو فوجداری قانون کے میدان میں پایا جاتا ہے، تو "قانون نافذ کرنے" سمجھوتے کے خیال کو غیر اخلاقی، یا زیادہ سے زیادہ ایک ضروری برائی کے طور پر مسترد کرتا ہے۔ "ریاست" کبھی سمجھوتہ نہیں کر سکتی۔ اسے "قانون نافذ کرنا" چاہیے۔ اس لیے سمجھوتے کے کھلے طریقے ناممکن ہیں۔ (آرنلڈ قانون نافذ کرنے والے-سماجی بحث میں ایک کوشش،

42 یل، ایل جے آئی 19 (1932)۔

(زور دیا گیا)

گنیشمل جشراج بنام حکومت گجرات اور ایک اور، (1980) 1 ایس سی سی 363 اور تھیپسوامی بنام ریاست کرناٹک، (1983) 1 ایس سی سی 194 میں، اس عدالت نے عدالت عالیہ کی طرف سے سزا میں اضافہ کرنے کے حکم کی حمایت کی اور معاملے کو قانون کے مطابق ملزم کے مقدمے کی سماعت کے لیے جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیا، کیونکہ مجرم قرار دینے اور سزا عرضی سودے بازی کے نتیجے میں جرم کے اعتراف پر مبنی تھی۔ گنیشمل جشراج (سپرا) میں، عدالت عالیہ نے کھانے میں ملاوٹ کی روک تھام کے قانون 1954 کی دفعہ 16 (1) (اے) (آئی) کے تحت قابل سزا جرم کی سزا میں یہ کہتے ہوئے اضافہ کیا تھا کہ یہ واضح طور پر مذکورہ دفعہ کے تقاضے کی خلاف ورزی ہے، جس میں کم از کم تین ماہ (اب چھ ماہ) قید کی سزا دی گئی تھی۔ اس عدالت نے اس حکم کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ جب التجا سودے بازی کے نتیجے میں یا دوسری صورت میں ملزم کی طرف سے جرم کا اعتراف کیا جاتا ہے، تو عدالت کی طرف سے شواہد کی تشخیص قدرے سطحی اور غیر فعال ہونے کا امکان ہے اور عدالت کو ثبوت کو اس کی ساکھ کا اندازہ لگانے کے لیے تنقیدی طور پر نہیں بلکہ میکانکی طور پر جرم کے اعتراف کی حمایت میں رسمی طور پر حوالہ دینے سے نمٹا جا سکتا ہے۔ جب ملزم کی طرف سے جرم کا اعتراف ہوتا ہے تو شواہد تخمینہ کاری کے لیے عدالت کا پورا نقطہ نظر مختلف ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اسی طرح، تھیپاسوامی بنام ریاست کرناٹک، (1983) 1 ایس سی سی 194 میں، عدالت نے مشاہدہ کیا کہ یہ آئین کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی ہوگی کہ کسی ملزم کو اس وعدے یا یقین دہانی کے تحت جرم قبول کرنے پر آمادہ کیا جائے یا اس کی قیادت کی جائے کہ اسے ہلکے سے چھوڑ دیا جائے گا اور پھر اس سزا کو بڑھانے کے لیے اپیل یا نظر ثانی میں۔ ایسے معاملات میں، اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کو ملزم کی سزا اور سزا کو کالعدم قرار دینا چاہیے اور کیس کو ٹرائل کورٹ میں ریمانڈ کرنا چاہیے تاکہ ملزم، اگر چاہے تو الزام کے خلاف اپنا دفاع کر سکے اور اگر وہ مجرم پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف مناسب سزا دی جا سکے۔

اس عدالت نے کچھیا پٹیل شانتی لال کوڈر لال بنام ریاست گجرات و دیگر، (1980) 3 ایس سی سی 120 میں عرضی سودے بازی کے عمل کو سختی سے مسترد کر دیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ التجا سودے بازی کا عمل غیر آئینی، غیر قانونی ہے اور بدعنوانی، ملی بھگت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور انصاف کے خالص ذرائع کو آلودہ کرتا ہے۔ اس معاملے میں ملزم کو مجسٹریٹ نے دفاع ڈیفنس اور اسکالرڈ مجسٹریٹ کے درمیان ہونے والی عرضی سودے بازی کی بنیاد پر پریوینشن آف فوڈ ایڈولٹریشن ایکٹ 1954 کی دفعہ 7 کے ساتھ پڑھنے والی

دفعہ 16(1)(اے)(آئی) کے تحت مجرم قرار دیا تھا اور ملزم کو ختم کچہری تک برائے نام قید اور ایک چھوٹے سے جرمانے کے ساتھ رہا کر دیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے فاضل مجسٹریٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم از خود توجہ مبذول کروائے جانے پر ملزم کو نوٹس جاری کر کے نظر ثانی میں از خود کارروائی کا آغاز کیا تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ اس پر عائد سزا میں اضافہ کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے سزا میں اضافہ کیا اور ملزم کو سزا سنائی۔ تین ماہ کی مدت کے لیے قید اور 500 روپے جرمانہ۔ اس حکم کو اس عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ ملزم کی سزا صرف استغاثہ، دفاع اور فاضل مجسٹریٹ کے درمیان استدعا کے سودے بازی کے نتیجے میں اپیل کنندہ کی طرف سے درج کردہ مجرم کی درخواست پر مبنی تھی۔ عدالت نے مشاہدہ کیا کہ:-

" یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ کے ذریعے عرضی سودے بازی کے نتیجے میں درج کیے گئے جرم کی درخواست کی بنیاد پر اس طرح کی سزا کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ ہمارے ذہن میں عوامی پالیسی کے برعکس ہے کہ کسی ملزم کے خلاف سزا کو درج کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے اس لالچ پر جرم کی درخواست کا اعتراف کرنے پر آمادہ کیا جائے کہ اگر وہ جرم کی درخواست میں داخل ہوتا ہے تو اسے بہت ہلکے سے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس طرح کا طریقہ کار واضح طور پر غیر معقول، غیر منصفانہ اور غیر منصفانہ ہوگا اور مانیکا گاندھی بنام یونین آف بھارت، (1978) 1 ایس سی سی 248 کے معاملے میں سامنے آنے والے آئین کے آرٹیکل 21 کے نئے فعال پہلو کی خلاف ورزی ہوگی۔ اس سے انصاف کے خالص منبع کو آلودہ کرنے بذریعے اثر پڑے گا، کیونکہ یہ ایک بے گناہ ملزم کو ایک طویل اور مشکل فوجداری مقدمے سے گزرنے کے بجائے ہلکی اور غیر اہم سزا بذریعے سامنا کرنے کے لیے مجرمانہ اعتراف کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے، جو کہ ہمارے ناقص اور عدم اطمینان بخش نظام انصاف کے انتظام کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف وقت اور پیسے کے قیود سے طویل اور تباہ کن ہے، بلکہ اس کے نتیجے میں غیر یقینی اور غیر متوقع بھی ہے اور جج کے انصاف کرنے کے لیے فرض کی راہ سے ہٹنے بذریعے امبذ ریعین بھی ہو سکتا ہے اور وہ یا تو کسی بے گناہ ملزم کو قصوروار کی درخواست قبول کر کے مجرم قرار دے سکتا ہے یا کسی مجرم کو چھوڑ سکتا ہے۔ ہلکی سزا کے ساتھ ملزم، اس طرح، قانون کے عمل کو بگاڑنا اور ملاوٹ مخالف قانون کے سماجی مقصد اور مقصد کو مایوس کرنا۔ یہ عمل بدعنوانی اور ملی بھگت کی حوصلہ افزائی کرنے کا بھی رجحان رکھتا ہے اور اس کے براہ راست نتیجے کے طور پر انصاف کے معیار کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے ذہن میں کوئی شک نہیں ہے کہ استغاثہ اور مجسٹریٹ کے ساتھ التجا کے سودے بازی کے نتیجے میں اس کی طرف سے درج کردہ جرم کی درخواست کی بنیاد پر ملزم کی سزا کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا

جانا چاہیے۔"

لہذا، یہ طے شدہ قانون ہے کہ التجا سودے بازی کی بنیاد پر عدالت فوجداری مقدمات کو نمٹ نہیں سکتی۔عدالت کو میرٹ کی بنیاد پر اس کا فیصلہ کرنا ہے۔اگر ملزم اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے تو مناسب سزا عائد کرنے کی ضرورت ہے۔مزید برآں، اپیل یا نظر ثانی میں عدالت کا نقطہ نظر یہ معلوم کرنے کے لیے ہونا چاہیے کہ ملزم ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر مجرم ہے یا نہیں۔اگر وہ مجرم ہے تو مناسب سزا عائد کرنے یا برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔اگر اپیل کنندہ یا اس کا وکیل پیش کرتا ہے کہ وہ سزا کے حکم کو چیلنج نہیں کر رہا ہے، کیونکہ ملزم کو جرم سے جوڑنے کے لیے کافی ثبوت موجود ہیں، تو حتمی حکم جاری کرنے سے پہلے عدالت کے شعور کو بھی مطمئن ہونا چاہیے کہ مذکورہ رعایت ریکارڈ پر موجود شواہد پر مبنی ہے۔ایسے معاملات میں ملزم کے ذریعے کیے گئے جرم کے مطابق سزا عائد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔محض جرم کی قبولیت یا اعتراف سزا میں کمی کی بنیاد نہیں ہونی چاہیے۔نہ ہی ملزم عدالت کے ساتھ سودے بازی کر سکتا ہے کہ چونکہ وہ قصوروار ہونے کا اعتراف کر رہا ہے اس لیے سزا کو کم کیا جائے۔

نتیجے میں، اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے۔عدالت عالیہ کی طرف سے 28 نومبر 1997 کو منظور کیے گئے متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دے کر مسترد کر دیا جاتا ہے۔عدالت عالیہ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپیلوں کا فیصلہ قانون کے مطابق میرٹ پر کرے۔

ٹی۔این۔اے۔

اپیلوں کو منظور کیا جاتا ہیں۔